طالبانِ حدیث کے لیے اصولِ حدیث کا مختصر اور جامع رسالہ

مُختصر

اُصُولِ حَدِیث

مُؤلّف

شیخ الطاف حسین صابری مصباحی

برکات اسلام فاؤنڈیشن

مالونی، ملاڈ (ویسٹ)، ممبئی ۹۵

Cell No: 9987446223

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طالبانِ حدیث کے لیے اصولِ حدیث کا مختصر اور جامع رسالہ

مختصر

اصولِ حدیث

مؤلف

شیخ الطاف حسین صابری مصباحی

مالونی، ملاڈ (ویسٹ) ممبئی ۹۵

9987446223

ناشر:

برکات اسلام فاؤنڈیشن

مالونی، ملاڈ (ویسٹ) ممبئی ۹۵

تقسیم کار:

اسلامک اکیڈمی

گھٹ پربھا، ضلع بلگام، کرناٹک

نام کتاب	:	**مختصر اصول حدیث**
مؤلف	:	شیخ **الطاف حسین** صابری مصباحی Email:altafmisbahi1983@gmail.com
تصحیح و تقریظ	:	علامہ **محمد صدر الوری** قادری مصباحی استاذ : الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ
کمپوزنگ	:	محمد اسلم مصباحی - 8127502520
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد احمد رضا برکاتی مصباحی (کرناٹک)
اشاعت اول	:	محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/نومبر ۲۰۱۵ء
اشاعت ثانی	:	شوال المکرم ۱۴۳۸ھ/جولائی ۲۰۱۷ء
صفحات	:	۱۶
ناشر	:	برکاتِ اسلام فاؤنڈیشن، مالونی، ملاڈ (ویسٹ)، ممبئی:۹۵
تقسیم کار	:	اسلامک اکیڈمی، گھٹ پربھا، ضلع بلگام، کرناٹک

ملنے کے پتے

(۱) خواجہ بک ڈپو، نئی دہلی
(۲) المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ
(۳) حق اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ
(۴) نوری کتاب گھر، جامعہ اشرفیہ کے سامنے، مبارک پور
(۵) مکتبہ حافظ ملت، مبارک پور، اعظم گڑھ

انتساب

فقیر اپنی اس حقیر قلمی کاوش کو

سب سے پہلے خالق کون ومکاں کے عظیم دربار میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، جس نے انبیا و مرسلین علیہم السلام کو اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔

بالخصوص اس کے حبیب ﷺ

مرکز عشق و عقیدت، سرور کونین، سلطان دارین، حضور احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ ناز میں جن کے لب ہائے مبارکہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ امت کے لیے دستور حیات ہے۔

آپ ﷺ کے ان اصحاب کے نام

جنھوں نے بھوک، پیاس کی مصیبتیں اور دشوار گزار مراحل کی صعوبتیں اٹھا کر آپ کے ان فرامین کو اپنے سینوں میں محفوظ کر کے امت تک پہنچایا۔

ان اساطین امت کے نام

جنھوں نے ہر ظلم، درد اور تکلیف برداشت کر کے حدیث کی ترتیب و تدوین کی اور اس کے سیکھنے کے اصول و قواعد وضع کیے۔

اور

ان عظیم محدثین کے نام

جنھوں نے علم حدیث کی نشر و اشاعت میں اپنی حیات عزیز کا ہر ہر لمحہ وقف کر دیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ
بمطابق ۵/ اکتوبر ۲۰۱۵ء

عقیدت کیش
شیخ الطاف حسین صابری مصباحی

عرض حـــال

علم اصول حدیث ایک انتہائی اہم موضوع ہے، جس کے حصول سے طالبان علم حدیث کو احادیث کریمہ کی صحیح معرفت اور واضح حقیقت کا علم ہوتا ہے۔ اس فن کی اہمیت کے پیش نظر اساطین امت نے اس موضوع پر نادر ونایاب کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ درس نظامی کے پورے کورس میں نزہۃ النظر نامی اصول حدیث کی صرف ایک ہی کتاب داخل نصاب ہے۔ ابتدائی معلومات نہ ہونے کے باعث طلبہ کو اس کتاب کی تیاری میں کافی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر فقیر نے اس رسالے کو مرتب کرنے کا ذہن بنایا۔ خالق کائنات کا شکر ہے، جس نے اپنے حبیب کے طفیل مجھ جیسے کم علم کو اس مشکل ترین فن پر کچھ لکھنے کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔

فقیر سراپا ممنون ہے محدث زمن، استاذ گرامی علامہ **محمد صدر الوری** قادری مصباحی مدظلہ النورانی کا، جنھوں نے اپنی عدیم الفرصت زندگی سے قیمتی لمحات نکال کر اس رسالے کی تصحیح فرماتے ہوئے دعائیہ کلمات سے بھی نوازا، جس کی بدولت اس مختصر رسالے کو دستاویز کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اپنے والدین کا احسان مند ہوں، جنھوں نے مجھے معاشی افکار سے بے نیاز کرکے حصول علم کے لیے وقف کر دیا۔ مولانا **محمد احمد رضا** برکاتی مصباحی (کرناٹک) کا شکریہ، جنھوں نے ہر قدم پر میرا بھرپور ساتھ دیا۔

اہل علم حضرات سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اس رسالے میں اگر کوئی خامی نظر آئے تو برائے اصلاح تحریری طور پر مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔ دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اس رسالے کو عوام وخواص کے لیے نافع بنائے۔ آمین

شیخ الطاف حسین صابری مصباحی

دعائیہ کلمات

ماہر علوم حدیث، حضرت **علامہ محمد صدر الوریٰ قادری مصباحی** مدظلہ العالی
استاذ حدیث: جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

علم حدیث شریف کی عظمت واہمیت ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے اور اس کی حسنات وبرکات ظاہر وباہر ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے اس علم کو حاصل کرنے کی دعوت دی ہے اور اس علم کے طالب کے لیے خاص طور پر دعا فرمائی ہے، اور کیوں نہ ہو جب کہ شریعت اسلامیہ کا اصل مصدر وسرچشمہ کتاب وسنت ہی ہیں، باقی اجماعِ امت اور مجتہدین کے قیاسات تو وہ بھی انھیں دو اصلوں پر مبنی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

إن خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔
سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ (رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ)

یہی وجہ ہے کہ اس علم کی طلب میں لوگوں نے لمبی لمبی مسافتیں طے کیں، سفر کی صعوبتیں برداشت کیں بلکہ کبھی کبھی صرف ایک حدیث کے لیے دور دراز مقامات کے سفر کیے، اور آج بھی یہ شوق الحمد للہ مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہے، اور امت مسلمہ اس کی رحمتوں اور برکتوں سے شاد کام ہو رہی ہے۔

علم حدیث کی دو قسمیں کی جاتی ہیں: (۱) علم روایۃ الحدیث (۲) علم درایۃ الحدیث

پھر ہر ایک کے تحت بہت سارے علوم ہیں جو علوم الحدیث کے نام سے معروف ہیں اور محدثین نے ان پر باضابطہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

زیر نظر کتاب **"مختصر اصول حدیث"** اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، یہ کتاب عزیز گرامی مولانا شیخ الطاف حسین مصباحی زید مجدہ نے ترتیب دی ہے جو ابھی جامعہ اشرفیہ میں درجہ فضیلت کے طالب علم ہیں اور دور طالب علمی ہی میں علم حدیث کی یہ خدمت انجام دی ہے۔ موصوف نے بڑے اختصار وجامعیت کے ساتھ اس علم کے اہم گوشے اس کتاب میں جمع کیے ہیں، محدثین کے القاب، ان کی اصطلاحات اور ان کے رموز واشارات کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ یہ کتاب ان شاء اللہ تعالی طالبان علوم حدیث کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ دعا ہے اللہ رب العزت اسے مقبول انام بنائے اور عزیز موصوف کو مزید دینی وعلمی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدر الوریٰ قادری
خادم تدریس جامعہ اشرفیہ مبارک پور
۲۷/ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ / ۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ اصول حدیث

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام بلاغت نظام کی حفاظت خود ہی اپنے ذمۂ کرم پر لے رکھی ہے، چوں کہ احادیث نبویہ کتاب اللہ کی شرح ہیں؛ چناں چہ ارشاد ربانی ہے: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝" (سورۂ نجم، آیت: ۳-۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو وحی ہی ہے جو انھیں کی جاتی ہے۔

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن عظیم ہے، جو خدا کی کتاب ہے اور قرآن ہی کی صراحت وہدایت کے بموجب رسول خدا ﷺ کی اطاعت واتباع بھی ہر مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے کہ بغیر اس کے احکام الٰہی کی تفصیلات کا جاننا اور آیات قرآنی کی مراد ومنشا سمجھنا ممکن نہیں ہے؛ اس لیے اب لامحالہ حدیث بھی اس لحاظ سے احکام شرع کا ماخذ قرار پا گئی کہ وہ رسول خدا کے احکام وفرامین، ان کے اعمال وافعال اور آیات قرآن کی تشریحات ومرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ ہے، لہٰذا احادیث کی حفاظت کتاب اللہ ہی کی حفاظت ہے؛ اسی وجہ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس طرح قرآن کریم کی حفاظت کا اہتمام بلیغ کیا، اسی طرح فرامین رسول ﷺ کی حفاظت میں بھی ایک لمحہ فروگزاشت نہ کیا، بلکہ خیر القرون سے آج تک فقہا ومحدثین احادیث کی حفاظت کرتے آرہے ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام نے فرامین رسول ﷺ کو ایک طرف تو اپنے سینوں میں محفوظ کیا اور دوسری طرف ان اقوال وافعال پر عمل بھی کیا اور آنے والی نسلوں تک پہنچانے کے لیے ان کی تبلیغ بھی فرمائی؛ کیوں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین احادیث نبوی کی نشر واشاعت کی خدمت کو بجا طور پر دونوں جہاں کا سب سے بڑا اعزاز اور دین کا بنیادی کام تصور کرتے تھے۔

حدیث کی روایت اور نشر واشاعت کا تمام سلسلۃ الذہب جن حضرات پر منتہی ہوتا ہے، وہ صحابہ کرام کا مقدس طبقہ ہے؛ کیوں کہ یہی نفوس قدسیہ رسالت مآب ﷺ کی حیات

طیبہ کے مشاہد حقیقی، ناقل اول اور شب و روز کے حاضر باش ہیں۔ عہد رسالت سے قرن اول تک احادیث کریمہ کا بیش بہا ذخیرہ صحابۂ کرام اور کبار تابعین کے سینوں میں بغیر کسی تغیر و تبدل اور بنا کسی کمی و زیادتی کے محفوظ تھا، لیکن دوسری صدی کے اوائل میں، چوں کہ اس وقت تک تقریبًا اکثر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے، لہٰذا احادیث کی روایت کرنے میں غلطیاں ہونے لگیں، جو مختلف اسباب کے باعث ہوئیں۔ ان میں سے کچھ اسباب ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں:

جب سلطنتِ اسلامیہ بلاد عرب سے عجم کے بڑے بڑے ممالک تک پھیل گئی، جو ممالک تہذیب و تمدن اور زبان و بیان میں ایک دوسرے سے الگ تھلگ تھے اور اسلام میں ایسے لوگ بھی داخل ہوئے، جو زبان عرب سے ناواقف تھے، نیز ان کی تہذیب بھی اسلامی تہذیب سے مختلف تھی، اس وقت نفس پرستوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنی خواہش کے مطابق احادیث میں تبدیلی کی اور اسلام دشمن لوگوں نے احادیث گڑھنا شروع کر دیا۔ خاص طور سے ۱۵۰ھ کے بعد جب سیاسی فرقے، نئے نئے مسالک اور عصبیت پھیل گئی تو اس دور میں بدعتیوں نے اپنی بدعت اور اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت کے لیے عمداً جھوٹ بولا اور احادیث کی وضع کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی سنت کی حفاظت کے لیے ایسے علما پیدا فرمائے، جنھوں نے ایک ایک حدیث کو چھان کر جھوٹوں، بدعتیوں، محرفین اور واضعین حدیث کے مکر و فریب اور ان کے خبث باطنی کو طشت از بام کر دیا۔

جب خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (پہلی صدی کے مجدد) نے تدوین حدیث کا حکم دیا اور ماہرین حدیث کو اس مہتم بالشان کام پر مامور فرمایا تو ان علما نے اسانید کے ساتھ ساتھ متون کو بھی پیمانۂ حدیث پر ناپا اور موضوع احادیث کو چھان کر الگ کر دیا۔ یہ سلسلہ جاری رہا، جس کے نتیجے میں علم حدیث میں وسعت بھی پیدا ہوتی رہی۔ اس کے لیے قوانین و مبادیات وضع کیے گئے اور نئے نئے فنون ایجاد کیے گئے۔ بہت سے علما نے نئے فنون میں کتابیں لکھیں۔ تاریخ، طبقات، موالید و وفیات، اسماء الرجال اور اس کے علاوہ اصول حدیث میں تقریبًا پچاس فنون کی ایجاد کی گئی۔ اس طرح محدثین کرام تحقیق و تدقیق کے ذریعہ شجر اسلام کی آبیاری کرتے رہے۔

قاضی ابو محمد رامہر مزی (متوفی: ۳۶۰ھ) سے پہلے بھی علم اصول حدیث میں کتابیں لکھی گئیں، مگر وہ ساری کتابیں الگ الگ فن میں تھیں۔ سب سے پہلے رامہر مزی ہی نے اپنی کتاب "المحدث الفاصل بین الراوی والواعی" لکھ کر اصول حدیث کے بکھرے ہوئے موتیوں کو یک جا جمع کیا، بلفظ دیگر رامہر مزی نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ اس علم (اصول حدیث) کی بنیاد رکھی، پھر اس کے بعد علمائے کرام آتے رہے اور ان کی خدمات کے نتیجے میں کتابیں بھی معرض وجود میں آتی رہیں۔ طوالت کے خوف سے ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے، شائقین حضرات تفصیل کے لیے مقدمۂ نزہۃ النظر (از مجلس برکات) کا مطالعہ کریں۔

علم درایتِ حدیث

تعریف: علم درایتِ حدیث کی تعریف میں علما کے بہت سے اقوال ہیں، مختلف اعتبار سے ان اقوال کو دو نظریات میں بانٹا جا سکتا ہے:

پہلا نظریہ: علم درایت حدیث ان قواعد و قوانین کا نام ہے، جن کے ذریعہ سند و متن کے احوال یا راوی و مروی عنہ کے احوال کی معرفت حاصل ہو۔ اس طبقے کے علما نے اس کی تعریف معرفت قواعد و قوانین کے ذریعہ کی ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ درایت اس سے عام ہے؛ چناں چہ شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں: "علم حدیث سے مراد معانی متون اور علم اسناد و علل کی تحقیق اور متون کے معانی مخفیہ سے بحث کرنا ہے۔"

دوسرا نظریہ: علم درایت حدیث وہ علم ہے، جس میں الفاظ حدیث کے معانی اور ان کی مراد سے بحث کی جائے۔

واضع: اس علم میں سب سے پہلی مستقل تصنیف قاضی ابو محمد رامہزمری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "المحدث الفاصل بين الراوى والواعى" ہے، آپ نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ اس علم کو مستقل فن کا درجہ عطا کر دیا۔

نوٹ: قاضی ابو محمد حسن بن عبد الرحمٰن بن خَلّاد رامہر مزی (متوفیٰ: ۳۶۰ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم اصول حدیث کے تمام مباحث کا استیعاب تو نہ کر سکے، لیکن آپ ہی اس فن کے سب سے پہلے مؤلف ہیں۔

موضوع: سند و متن یا راوی و مروی عنہ (قبول ورد کی حیثیت سے)۔

علم درایت حدیث کے متعدّد اسماہیں:

(۱) علم مصطلح الحدیث (۲) علم الحدیث (۳) علم الحدیث درایۃ
(۴) علم اصول حدیث (۵) علم مصطلح اہل الاثر۔

یہ سب نام ایک ہی مسمّٰی کے ہیں اور یہ ان قواعد وقوانین کا مجموعہ ہے، جن کے ذریعہ راوی و مروی عنہ کے حالات قبول ورد کی حیثیت سے معلوم ہوں۔

علم اصول حدیث کی اہمیت: اس علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس علم سے حدیثِ مقبول و مردود، مرفوع، موقوف و مقطوع، نیز ضعیف، شاذ وموضوع وغیرہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اسی علم کے ذریعہ سنت سے احکام مستنبط کیے جاتے ہیں؛ کیوں کہ یہی علم بتاتا ہے کہ کس حدیث پر عمل کیا جائے اور کس پر نہیں نیز وہ عمل کس طرح کا ہے، فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا نفل، حرام و مکروہ ہے یا مباح۔ اس علم کی رفعت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ تمام علوم شرع اسی علم پر مبنی ہیں۔ اس علم میں امت مسلمہ منفرد و ممتاز ہے، غیر اقوام کو اس سے کوئی چارۂ کار نہیں۔

غرض وغایت: مقبول کی معرفت مردود سے، صحیح کا امتیاز سقیم سے نیز حدیث کو کذب واختلاط سے محفوظ رکھنا۔

اصول حدیث پڑھنے کا حکم:

اس علم کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے، بعض لوگ اس علم کو حاصل کرلیں تو سب گناہ سے بری ہوجائیں گے اور اگر کوئی بھی اسے حاصل نہ کرے تو تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے۔

اہم قسمیں

اس علم کی اتنی زیادہ قسمیں ہیں کہ امام حازمی علیہ الرحمہ نے شروط الأئمۃ الخمسہ میں تحریر فرمایا: "علم حدیث تقریبًا سو قسموں پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر قسم مستقل ایک فن کی

حیثیت رکھتی ہے۔ اگر کوئی طالب علم حدیث اس علم (اصول حدیث) کی طلب میں اپنی پوری زندگی بھی وقف کر دے، پھر بھی وہ اس علم کی انتہا کا ادراک نہیں کر سکتا۔"

علم اصول حدیث کی مشہور قسمیں

(۱) علم جرح و تعدیل (۲) اقسام حدیث: صحت، حسن و ضعف کے اعتبار سے
(۳) علم معرفت علل حدیث (۴) حدیث لینے اور الفاظ ادا کے طریقے
(۵) علم معرفت صحابہ و تابعین (۶) علم طبقات
(۷) مختلف و مشابہ اسماء، القاب و کنیتوں کا علم (۸) علم تخریج وغیرہ۔

رُوات و محدثین کے علمی القاب:

محدثین عظام چند ایسے مخصوص القاب کا استعمال کرتے ہیں، جن کے ذریعہ احادیث یاد کرنے اور انھیں محفوظ رکھنے والوں کے مراتب و درجات کا علم ہوتا ہے۔

القاب: (۱) راوی (۲) محدث (۳) حافظ
(۴) حجت (۵) حاکم (۶) امیر المؤمنین فی الحدیث۔

ذیل میں ہر ایک کی تعریف اور ان لوگوں کے اسما بھی ذکر کیے جاتے ہیں، جو ائمۂ حدیث ان جلیل الشان القاب سے ملقب ہوئے۔

(۱) راوی: وہ شخص جو صرف نقل حدیث کرے، ایسی سند کے ساتھ جس کو اس نے اپنے شیوخ سے سنا اور ان احادیث کو اپنے شاگردوں سے بیان کرے۔
اسے روایت حدیث کے سوا کسی علم سے کوئی علاقہ نہ ہو، وہ ناقل محض ہوتا ہے۔ جیسے:
(۱) حسین بن عبد الرحمٰن جعفی (۲) عثمان بن حرب باہلی
(۳) محمد بن بہادر بن عبد اللہ (۴) محمد بن احمد بن علی
(۵) حبیب بن عبد اللہ ازدی یحمدی بصری (۶) حجیر بن عبد اللہ کندی وغیرہ۔

(۲) محدث: وہ شخص جسے بہت ساری بہ الفاظ دیگر بیس ہزار احادیث اسماء الرجال کے ساتھ یاد ہوں۔ جیسے:

(۱) ابوبکر احمد بن محمد بن اسماعیل مصری (متوفیٰ ۳۸۵ھ)

(۲) ابوالعباس احمد بن ابراہیم رازی شافعی (متوفیٰ ۴۹۱ھ)

(۳) ابواسحاق ابراہیم بن عبداللہ

(۴) ابواسحاق ابراہیم بن محمد وغیرہ۔

(۳) حافظ: وہ شخص جسے اکثر احادیث اسانید و متون کے ساتھ یاد ہوں اور بہت کم ہی حدیثیں ہوں، جنھیں وہ نہ جانتا ہو۔ (بعض لوگوں نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ اسے اسماء الرجال کے ساتھ ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں۔) جیسے:

(۱) احمد بن علی معروف بہ خطیب بغدادی (متوفیٰ ۴۶۳ھ)

(۲) صاحب تاریخ اسلام، حافظ ذہبی

(۳) شیخ الاسلام حافظ احمد بن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ)

(۴) سعید بن ابی سعید وغیرہ۔

(۴) حجت: وہ شخص جو احادیث نبویہ کو یاد کرنے میں ایسے عظیم درجے پر پہنچ گیا ہو، جس کی وجہ سے وہ ہر خاص وعام (تمام لوگوں) پر حجت ہو۔ جیسے:

(۱) حسن بصری (متوفیٰ: ۱۱۰ھ)

(۲) سعید بن مسیب (متوفیٰ: ۱۰۵ھ)

(۳) عروہ بن زبیر بن العوام (متوفیٰ: ۹۴ھ)

(۴) سفیان بن عیینہ وغیرہ۔

(۵) حاکم: وہ شخص جسے تمام احادیث، سند و متن کے ساتھ یاد ہوں، بہ الفاظ دیگر جسے آٹھ لاکھ حدیثیں یاد ہوں۔ جیسے:

(۱) ابن جریر طبری (متوفیٰ: ۳۱۰ھ)

(۲) صاحب مستدرک، حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری (متوفی: ۴۰۵ھ)

(۳) حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی: ۳۶۰ھ)

(۴) حاکم کبیر وغیرہ۔

(۶) امیر المومنین فی الحدیث: وہ شخص جس نے تمام احادیث نبویہ کا احاطہ کر لیا ہو، یعنی جو علم روایت و درایت کی انتہائی منزل کو پہنچ گیا ہو۔ جیسے:

(۱) امام زہری (متوفیٰ: ۱۲۴ھ)
(۲) سفیان ثوری (متوفیٰ: ۱۶۱ھ)
(۳) امام مالک (متوفیٰ: ۱۷۹ھ)
(۴) اسحاق بن محمد بن راہویہ (متوفیٰ: ۲۳۸ھ)
(۵) محمد ابن اسماعیل معروف بہ امام بخاری (متوفیٰ: ۲۵۶ھ)
(۶) دارقطنی (متوفیٰ: ۳۸۵ھ)
(۷) شعبہ بن حجاج ازدی (متوفیٰ: ۱۶۰ھ) وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اصول حدیث کی اہم مؤلفات

(۱) المحدث الفاصل بین الراوی والواعی فی علوم الحدیث:

فن اصول حدیث کی یہ سب سے پہلی کتاب ہے، جسے قاضی ابو محمد رامہرمزی (متوفی: ۳۶۰ھ) نے تصنیف کی۔ اسی وجہ سے انھیں "اصول حدیث کا موجد اور واضع" کہا جاتا ہے۔

(۲) معرفت علوم الحدیث:

اس کی تصنیف حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری (متوفیٰ: ۴۰۵ھ) نے کی اور اس میں علوم حدیث میں سے باون علوم کو جمع کیا ہے، پھر بھی علوم حدیث کے تمام فنون کا احاطہ نہ کر سکے۔

(۳) الکفایۃ فی علم الروایۃ:

یہ حافظ ابو بکر احمد بن علی معروف بہ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں آپ نے روایت کرنے کے قوانین اور اس کے اصول وضوابط کو ذکر کیا ہے۔

(۴) الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع:

یہ کتاب بھی خطیب بغدادی ہی کی تالیف ہے، اس میں آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ محدث کے اخلاق کیسے ہوں اور سامع وطالب حدیث کن آداب کا التزام واہتمام کرے۔

(۵) الإلماع إلی معرفۃ أصول الروایۃ وتقیید السماع:

یہ کتاب صاحب شفا شریف ، حضرت قاضی عیاض بن موسیٰ یحصبی (متوفیٰ: ۵۴۴ھ) کی ہے، جو معرفت اصول روایت کے باب میں منفرد ہے۔ اس میں آپ نے ان امور کا تذکرہ کیا ہے، جو ضبط، سماع اور روایت سے متعلق ہیں۔

(۶) مقدمہ ابن الصلاح:

اس کتاب کا اصل نام علوم الحدیث ہے، لیکن چہار دانگ عالم میں مقدمہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اس کی تصنیف شیخ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہرزوری معروف بہ ابن الصلاح (متوفیٰ:۶۴۳ھ) نے فرمائی ہے۔ درحقیقت آپ نے اس کتاب میں خطیب بغدادی کی مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے موتیوں اور دوسری کتابوں کے چیدہ مباحث کو جمع کر دیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے علوم الحدیث کی پینسٹھ (۶۵) قسموں کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ: "یہ کتاب اپنے محاسن کی وجہ سے علم اصول حدیث کے باب میں تمام لوگوں کے لیے میٹھا چشمہ ہوگئی ہے۔"

(۷) نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الأثر:

یہ کتاب "متن المتون" ہے، اس کی تالیف کا سہرا "حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م:۸۵۲ھ)" کے سر جاتا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے مقدمہ ابن الصلاح کی تلخیص فرمائی ہے۔ اس کتاب کو اللہ عزوجل نے وہ شرف قبولیت بخشا کہ طویل مدت سے درس نظامی میں داخل ہے۔

(۸)نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر:

یہ خود مصنف کی لکھی ہوئی شرح ہے۔جس ایجاز (اختصار) کے ساتھ آپ نے نخبۃ الفکر کو لکھا،اس کے برعکس اس کتاب (نزھۃ النظر) میں بسط و تفصیل سے کام لیا،جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔

محدثین کی خاص اصطلاحات

محدثین عظام کے نزدیک کچھ الفاظ مشہور ہیں،جنھیں وہ زیادہ اور عام طور سے استعمال کرتے ہیں۔کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)حدیث: اس سے محدثین کرام کا مقصود نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات اور آپ کی فطری وعادی صفات ہیں۔اسی طرح جمہور محدثین کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال،افعال اور تقریرات کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔

(۲) سنت: صرف نبی اکرم ﷺ کے اقوال،افعال، تقریرات اور آپ کے صفات مراد ہوتے ہیں۔جمہور محدثین کے نزدیک یہ لفظ (سنت) حدیث کا مرادف ہے۔

(۳)خبر: جمہور محدثین کے نزدیک یہ لفظ بھی حدیث کا مرادف ہے،مگر بعض کے نزدیک دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے، یعنی حدیث وہ ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہو اور خبر وہ ہے جو غیر نبی سے مروی ہو؛اسی وجہ سے جو حدیث میں مشغول ہوتا ہے اسے محدث کہا جاتا ہے اور خبر میں مشغول ہونے والے کو اخباری کہتے ہیں۔

(۴) اثر: جمہور محدثین کے نزدیک یہ لفظ بھی حدیث کا مرادف ہے، مگر بعض محدثین کے نزدیک دونوں میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے، یعنی حدیث وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہو اور اثر وہ ہے جو نبی اور غیر نبی دونوں سے مروی ہو،یعنی دونوں کو عام ہو۔

(۵)سند: حدیث کے وہ رُوات جنھوں نے الفاظ حدیث نقل کیے،یعنی راویوں کا سلسلہ سند کہلاتا ہے۔

(۶)متن: حدیث کے وہ الفاظ جہاں سند ختم ہو۔

(۷) اسناد: اس کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے :

(۱) سند کا مترادف ، یا (۲) طریق متن کو بیان کرنا۔

(۸) مسند: اس کا استعمال تین معنوں میں ہو تا ہے :

(۱) اسناد (۲) حدیث مرفوع متّصل

(۳) وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی مرویات کو علاحدہ علاحدہ کر کے جمع کیا گیا ہو۔

اگرچہ مسند کا استعمال ان تینوں معنوں میں ہوتا ہے، مگر یہ لفظ تیسرے معنی میں شائع، ذائع ہے۔

چند اہم مخففات

حدّثنا: نا ، ثنا ، اور دثنا۔

أخبرنا :أنا ، أرنا، اور أبنا -

قال حدّثنا : ق ثنا، اور قثنا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جمع الجوامع معروف بہ الجامع الکبیر میں یہ رموز بیان فرمائے ہیں :

(خ) صحیح بخاری (م) صحیح مسلم

(حب) صحیح ابن حبّان تمیمی بستی (ک) مستدرک [حاکم کی صحیحین پر]

(ض) ضیا مقدسی کی مختار احادیث کی کتاب (د) سنن ابی داؤد سجستانی

(ت) جامع ترمذی (ن) سنن نسائی

(ہ) سنن ابن ماجہ (ط) مسند ابی داؤد طیالسی

(حم) مسند امام احمد (عم) عبداللہ بن امام احمد کی زوائد کی مسند

(عب) مصنف عبدالرزاق (ص) سنن سعید بن منصور

(ش) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (ع) مسند ابی یعلیٰ موصلی

(طب) طبرانی کی معجم کبیر (طس) طبرانی کی معجم اوسط

(طص) طبرانی کی معجم صغیر (قط) سنن دار قطنی
(ھق) بیہقی کی سنن کبریٰ (ھب) بیہقی کی شعب ایمان
(عق) عقیلی کی ضعفا (ضعیف روایتیں) (عد) ابن عدی کی ضعفا (کامل)
(خط) خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد (کر) ابن عساکر کی تاریخ مدینہ ودمشق۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی دوسری کتاب الجامع الصغیر میں مزید ان رموز کا اضافہ فرمایا:

(ق) بخاری و مسلم کے نزدیک متفق علیہ (تخ) بخاری کی تاریخ کبیر
(٤) سنن اربعہ کے اصحاب کے لیے (٣) ابن ماجہ کے علاوہ اصحاب سنن کے لیے
(فر) فردوس دیلمی کی مسند (حل) ابو نعیم کی حلیۃ الأولیاء
(خد) بخاری کی الأدب المفرد

مجد الدین عبد السلام بن عبد اللہ معروف بہ ابن تیمیہ حرانی کی کتاب "منتقى الأخبار من أحاديث سيد الأخيار" اور اس کی شرح نیل الاوطار میں ان رموز کا بیان ہے:

أخرجاه: جس سند حدیث پر بخاری و مسلم متفق ہوں۔

متفق عليه: بخاری، مسلم اور احمد نے جس حدیث کی تخریج فرمائی ہو۔

رواه الخمسه: ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور احمد نے جس حدیث کی تخریج فرمائی ہو۔

رواه الجماعة: جس حدیث کی تخریج اصحاب صحاح ستہ اور امام احمد نے فرمائی ہو۔

ان کے علاوہ دیگر اور بھی رموز مفتاح کنوز السنۃ میں مذکور ہیں۔

مستشرقین نے معجم مفہرس میں نو (٩) کتابوں کے لیے درج ذیل رموز بیان کیے:

(خ) صحیح بخاری (م) مسلم
(د) سنن ابی داؤد سجستانی (ت) جامع ترمذی
(ن) سنن نسائی (ق) قزوینی کی سنن ابن ماجہ
(حم) امام احمد بن حنبل کی مسند (ط) امام مالک بن انس کی موطا
(دی) سنن دارمی۔

⍟⍟⍟